۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ / 08 مئی 2026ء

# حج کی سعادت پر رحمت کی بشارت


مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور



گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com یا QR code سکین کریں:
042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com



مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ۔[ابراھیم 37:14]

انسان کے لیے اوجِ کمال، شرفِ اعظم، انتہائی بلند عزّت اور سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز اُس سے راضی ہو جائے۔ حقیقت میں یہی انسان کی منزلِ مقصود ہے اور محبوبانِ خدا عمر بھر یہی نعمتِ عظمیٰ حاصل کرنے کے لیے کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۔ ”اور اللہ کی رِضا سب سے بڑی چیز ہے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“[التوبۃ 72:9]

ربِّ کریم کو راضی کرنے کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کی جائے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کو عزّت بخشی ہے اُن کے احترام کا لحاظ کیا جائے، جن مقامات کو تکریم سے نوازا ہے اُن کے تقدُّس کا پاس رکھا جائے اور جن بندوں کو اِعزاز بخشا ہے اُن کی قدر و مَنْزِلت کو تسلیم کرتے ہوئے اُن کی توقیر کی جائے۔

باری تعالیٰ نے مناسکِ حج کو بھی عظمت و شرف سے نوازا ہے اور مقاماتِ حج کو بھی خاص عزت و تکریم عطا فرمائی ہے؛ اِسی لیے جب حاجی حکمِ الٰہی پر عمل کرتے ہوئے مقاماتِ حج کا احترام و تکریم بجالاتا ہے اور اِخلاص کے ساتھ مناسکِ حج کو ادا کرتا ہے تو ربِّ تعالیٰ اُس پر فضل و کرم بھی فرماتا ہے، بخشش سے بھی نوازتا ہے، دُعائیں بھی قبول فرماتا ہے، دوسروں کے حق میں اُس کی سفارش قبول کرتے ہوئے اُن پر بھی مہربانیاں فرماتا ہے اور سب سے بڑی عنایت یہ کہ ربِّ کریم اُس سے راضی ہو جاتا ہے۔

اِس وقت دُنیا بھر سے حجاجِ کرام حجِ بیت اللہ کا اِعزاز پانے کے لیے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جَوق در جَوق مکہ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں حاضر ہو رہے ہیں اور سرکارِ عالی وقار ﷺ کے آستانِ عالی کی حاضری سے دونوں جہان کی سعادتیں پانے کا اہتمام کر رہے ہیں۔

ایامِ حج قریب آتے ہی اہلِ دل کے ایمانی جذبات بلند ہو جاتے ہیں اور جنھیں اِس سال سعادتِ حج کے ظاہری اسباب دستیاب نہیں ہوتے وہ حج کے پُر نور تذکرے سے ذوقِ ایمان کو تازگی و جِلا عطا کرتے ہیں اور لبوں پر صدا ہوتی ہے:

شَرَف دے حج کا مجھے میرے کبریا یارب!

روانہ سُوئے مدینہ ہو قافلہ یارب!

اِنہی جذبات کو مزید پروان چڑھانے کے لیے آج کے خطبہ کا عنوان ہو گا: ”حج کی سعادت پر رحمت کی بِشارت“ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

# حاضریِ حَرَمَین شریفَین کی سچی تڑپ

ربّ العزّت جَلَّ شَانُہٗ نہایت رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے بندے کی سچی تڑپ کی لاج رکھتا ہے، بندہ کارِ خیر کی خلوص کے ساتھ آرزو کرے تو مالکِ کریم اُس سے وہ کام کروالیتا ہے، بلکہ اگر بندہ اسباب دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے خیر کی چاہت کو پورا نہ کر سکے تو ربِّ کریم کام کیے بغیر ہی خلوصِ نیت پر اجر وانعام عطا فرما دیتا ہے۔

چنانچہ ہر مسلمان کے دل میں سچی آرزو ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بار بار حج وعمرہ کی سعادت سے مشرّف فرمائے اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے درِ دولت کی باادب حاضری نصیب فرمائے!

حاضریِ حرمین شریفین کی طلبِ صادق ایمانی تقاضا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے شُمار بھلائیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔

**دُعائے خلیل:** حکمِ الٰہی سے سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجِرہ اور اپنے شہزادے سیدنا اسماعیل عَلَیْہِ وَعَلٰی اُمِّہِ السَّلَام کو جب اُس جگہ تنہا چھوڑا جہاں اب جہان بھر سے زیادہ رونق ہے تو خالقِ کریم سے دُعا کی: فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ۔ ”اِلٰہی! تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ اِن کی طرف مائل رہیں!“[ابرٰہیم 14:37]

مفسرینِ کرام نے لکھا کہ یہ خلیلِ جلیل کی دُعائے جمیل کا اثر ہے کہ عام طور پر مسلمانوں کے دل حرمِ اقدس زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا کی طرف مائل ہوتے ہیں اور حج وعمرہ کے شوق سے سرشار رہتے ہیں۔ (نور العرفان، ملخصًا)

**طلبِ صادق کی برکات:** حاضریِ حرمَین شریفین کی مخلصانہ خواہش کی بے شمار برکتیں تاریخ کے اَوراق میں محفوظ ہیں۔ اکابِر نے ایک صالح شخص کا واقعہ لکھا، وہ صاحب کہتے ہیں: سَأَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی أَنْ یَّرْزُقَنِیَ الْحَجَّ۔ یعنی مَیں ربِّ کریم سے دُعائیں مانگتا تھا کہ وہ مجھے حج کی سعادت سے سرفراز فرمائے! ایک مرتبہ مجھے خواب میں سرکارِ دوعالَم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اُحْضُرِ الْمَوْسِمَ الْعَامَ! یعنی ”اِس سال تم حج کے لیے حاضر ہو جاؤ!“ مَیں بیدار ہوا تو دل خوشی سے سرشار تھا، مگر ساتھ ہی دل میں خیال آتا کہ میرے پاس حج کے اخراجات کا کوئی ظاہری انتظام نہیں ہے۔ دوسری رات پھر جانِ جہاں ﷺ خواب میں تشریف لائے اور وہی حکم ارشاد فرمایا۔ مَیں جاگا تو پھر تنگدستی کا خیال آنے لگا۔ چنانچہ مَیں نے اِرادہ کیا کہ اب زیارت سے سرفراز ہوا تو عرض کروں گا کہ حضور! میرے پاس سفرِ حج کے لیے کوئی زادِ راہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیسری رات کو بھی امام الانبیا ﷺ کا دیدار پایا، مَیں نے درخواست پیش کر دی کہ مَیں خالی ہاتھ ہوں۔ رحمتِ کونَین ﷺ نے فرمایا: بَلٰی! اُنْظُرْ مَوْضِعَ کَذَا وَ کَذَا مِنْ دَارِكَ فَاحْتَفِرْ! فَإِنَّ فِیْهِ دِرْعًا لِّجَدِّكَ لِأَبِیْكَ۔ "کیوں نہیں! تم اپنے مکان کی فلاں جگہ کُھدائی کرو! وہاں تمہارے دادا کی ایک زرہ موجود ہے (اُس کے ذریعے تمہارے حج کا انتظام ہو جائے گا)۔"

وہ صاحب کہتے ہیں: میں نے نمازِ فجر ادا کر کے بتائی گئی جگہ میں کھدائی کی تو وہاں سے ایک زرہ بر آمد ہوئی، جو ایسی صاف شفاف تھی جیسے اُسے کبھی کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو۔ مَیں نے اُسے چار سو (چاندی کے) دراہم کے بدلے میں فروخت کیا، پھر اُس رقم سے سواری خریدی اور دیگر ضروریاتِ حج کا بندوبست کیا اور ایک قافلے کے ہمراہ مکہ مکرّمہ حاضر ہو کر حجِ بیت اللہ کا شرف پایا۔

مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد واپسی کا وقت آ گیا۔ مَیں حطیمِ کعبہ میں نوافل ادا کر رہا تھا کہ آنکھ لگ گئی۔ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے پھر زیارت کا شرف عطا کیا اور فرمایا: إِنَّ اللهَ قَدْ قَبِلَ مِنْكَ سَعْيَكَ۔ یعنی "مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے تیرا حج قبول فرما لیا ہے۔"

رسولِ کریم ﷺ نے اُن صاحب کے ذریعے سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایک پیغام بھی بھجوایا۔

(المنامات لابنِ أبی الدنیا، ص:70، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ۔ عیون الحکایات لابن الجوزی، حکایت:374، ص:326، دار الکتب العلمیۃ)

**طلبِ صادق کی علامات:** کیا ہمارے دلوں میں حاضری کی سچی تڑپ موجود ہے؟ اِس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ نیت کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور دلوں کے راز ربِّ کریم ہی جانتا ہے؛ لہٰذا ہم دوسروں کی طلبِ صادق سے متعلق رائے قائم نہیں کر سکتے، تاہم اپنے دلوں کی کیفیت کا جائزہ لینا ہم سب کی ذمہ داری ہے! ہمیں اپنے گریبان میں ضرور جھانکنا چاہیے، اگر محسوس ہو کہ ہمارے اندر سچی تمنّا نہیں ہے تو اُسے حاصل کرنے اور مضبوط بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

سچی تڑپ کی چند نمایاں علامات ہیں، جن کی روشنی میں انسان اپنی کیفیت کا اندازہ لگا سکتا ہے:

- صدقِ دل سے دُعائیں مانگنا: جس چیز کی سچی جستجو ہو بندہ اُس کے لیے خود بھی خُشوع و خُضوع کے ساتھ بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعائیں کرتا ہے اور دوسروں سے بھی دُعائیں کرواتا ہے۔ اگر حاضری کے حوالے سے ہماری یہی کیفیت ہے تو اِس پر ربِّ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے، ورنہ گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے؛ کیونکہ اعمالِ بد کی نحوست سے نیکی کی رغبت و چاہت چھین لی جاتی ہے۔
- منصوبہ بندی کرنا: کسی کام کا اِرادہ پختہ ہو تو بندہ اُس کے لیے منصوبہ بندی کرتا ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا ہم حجِ بیت اللہ شریف کے لیے اپنی مالی حیثیت کے مطابق ماہانہ بجٹ میں سے کچھ رقم نکالتے ہیں؟ کیا حج و عمرہ کا عملی طریقہ سیکھتے ہیں؛ تاکہ جب بھی بلاوا آئے تو ہم بہترین طریقے سے مناسک ادا کر سکیں؟ کیا بُرے کام کرتے ہوئے ہمیں یہ سوچ آتی ہے کہ ایک روز اللہ پاک کے گھر اور اُس کے حبیبِ کریم ﷺ کے آستانِ عالی پر حاضر ہونا ہے تو کس منہ سے جاؤں گا؟ ہم خود سے اِن سوالات کا جواب مانگیں تو اُن سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہماری طلب صادق ہے یا ابھی فقط باتوں تک ہی محدود ہے اور عملی طور پر بہتری کی شدید ضرورت ہے۔
- تصوُّرات کی دُنیا میں حاضری: بزرگوں کا طریقہ رہا ہے کہ وہ حرمَین شریفَین کی محبّت میں ڈوب کر تصوُّرات کی دُنیا میں حاضری پیش کیا کرتے تھے؛ تاکہ جب تک جسمانی حاضری نصیب نہیں ہوتی، اِس روحانی حاضری کی برکتیں سمیٹتے رہیں۔ یہ بات حقیقت ہے کہ بعض حضرات تصوُّر کی حاضری میں وہ کچھ پا لیتے ہیں جو غیر تربیت یافتہ افراد کو جسمانی حاضری میں بھی نصیب نہیں ہوتا۔

بہر حال شوقِ حج و عمرہ بہت بڑی سعادت ہے اور ہمیں اپنے دلوں میں یہ جذبہ پروان چڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے!

# حج و عمرہ سے متعلق اِفراط و تفریط کی تردید

ہر چیز میں اعتدال بہتر ہوتا ہے۔ کسی بھی معاملے میں اِفراط، یعنی اُس کی حد سے تجاوُز کرنا/ آگے بڑھنا درست نہیں... اور تفریط، یعنی شے میں کوتاہی کرنا اور اُسے اُس کا درجہ نہ دینا بھی غلط ہے۔

اعتدال کیا ہے؟ شریعت پر عمل ہی اعتدال ہے اور شرعی تقاضوں سے تجاوُز کرنا یا اُن میں کوتاہی کرنا اِفراط و تفریط ہے۔

قرآن و سنّت میں حج و عمرہ کے احکام بالکل واضح ہیں۔ شرائط پائی جائیں تو ہر مسلمان مَرد و عورت پر ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اور بار بار حج کی استطاعت ہو تو ہر بار ہی یہ سفر بے شمار سعادتوں اور بے پناہ رحمتوں کا ذریعہ ہے... تاہم شریعت نے انسان پر دیگر کچھ احکام بھی لازم کیے ہیں؛ لہٰذا نفلی حج کی خاطر شرعی ذمہ داریوں کو چھوڑ دینا ہرگز درست نہیں، بعض شرعی ذمہ داریاں نفلی حج سے افضل ہیں۔

یوں ہی صاحبِ استطاعت مسلمان کے لیے ایک بار عمرہ کرنا سنّتِ مؤکدہ ہے، اگر گنجائش ہو تو جتنی بار یہ شرف حاصل کیا جائے کم ہے، مگر اِس کے لیے کسی فرض یا واجب کو چھوڑنا یا بندوں کے حقوق پورے نہ کرنا دینی تقاضوں کے خلاف ہے اور جُرم ہے۔

شریعت کی عطا کردہ اِن ہدایات پر عمل کرنا اعتدال ہے اور اِن کے خلاف کرنا افراط و تفریط ہے۔

حج و عمرہ سے متعلق معاشرے میں پائے جانے والے غلط رویّے یہ ہیں:

**اِفْراط:** بعض لوگ ہر سال عمرہ کا شرف پاتے ہیں، بلکہ سال میں کئی مرتبہ یہ اِعزاز حاصل کرتے ہیں... مگر فرض نمازوں کی پابندی نہیں کرتے یا دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں سُستی کرتے ہیں یا دیگر شرعی تقاضوں سے غفلت برتتے ہیں۔ ایسے حضرات کا حاضری کی سعادت حاصل کرنا یقیناً خوش آئند ہے، مگر دیگر ذمّہ داریوں میں غفلت کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں۔

اکابر نے تو یہ تربیت فرمائی ہے کہ بندہ جب حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرے تو اُسے اپنے کردار کو نکھارنے کے لیے فکر مند ہونا چاہیے، اُس کی سوچ یہ ہو کہ اگر حاضری کے بعد اعمال سنور جائیں تو یہ اِس بات کی نشانی ہو گی کہ ربِّ کریم نے حاضری کو قبول فرمالیا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ هُوَ أَنْ يَرْجِعَ صَاحِبُهُ زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ۔ یعنی حج مَبرور و مقبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حاجی حج سے یوں واپس لوٹے کہ اُس کا دل دُنیا کی محبّت سے پاک اور آخرت کی طلب سے سرشار ہو جائے۔ (الجامع لأحکام القرآن [تفسیرِ قرطبی]، تحت البقرۃ 2:197۔ التاریخ الکبیر للبخاری، ج:3، ص:238)

جو شخص یہ سمجھے کہ مَیں ہر سال حج یا عمرہ کر لیتا ہوں، یہی کافی ہے؛ لہٰذا اب مجھے مزید نیکیوں کی ضرورت نہیں تو وہ سخت غفلت میں ہے، اُسے فکر مند ہونا چاہیے کہ کہیں اُس کی کوشش ضائع تو نہیں ہو رہی! آخر کیا وجہ ہے کہ بار بار حاضری کے باوجود وہ نمازوں کا پابند نہیں بن سکا یا اُس کی نگاہیں اب بھی گناہ سے محفوظ نہیں ہوئیں!

**تفریط:** دوسری طرف ایک بڑی تعداد ایسے غافل افراد کی ہے جو فریضۂ حج کی ادائیگی میں کوتاہی برتتے ہیں، یعنی استطاعت کے باوجود زندگی میں ایک مرتبہ حج کی سعادت پانے سے بھی محروم رہتے ہیں۔ کاروباری مصروفیات، خود ساختہ گھریلو مجبوریاں اور طرح طرح کے بہانے اُن کے راستے میں رُکاوٹ بنے رہتے ہیں... حالانکہ واضح بات ہے کہ جب کوئی حقیقی شرعی عذر موجود نہ ہو تو فرض کی ادائیگی میں سُستی کرنا بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے۔

مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض بدنصیب بار بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے والوں پر تنقید کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حاضری کافی ہے، ہر سال جانے کی کیا ضرورت ہے! یہ رویہ بھی قرآن وسنّت کی تعلیمات کے برعکس ہے۔ سیدِ عالَم ﷺ نے خود بار بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کا شوق دلایا ہے۔

**تسلسل کی ترغیب:** سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا:

- تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔

"تسلسل سے حج اور عمرہ کرو؛ اس لیے کہ یقیناً یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ایسے دُور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کی میل دُور کرتی ہے۔"

- وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔ "اور حجِ مبرور (مقبول حج) کا ثواب جنّت ہی ہے۔"

(جامع ترمذی، حدیث:810۔ سنن نسائی، حدیث:2631۔ مسند احمد، حدیث:3669، حدیث صحیح)

**مَغْفِرت کی بِشارت:** سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مکرّم ﷺ نے فرمایا: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ یعنی "جس نے صِرف اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے حج کیا اور اُس میں نہ تو فحش کلامی کی، نہ ہی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو کر لَوٹا جیسے اُسی دن پیدا ہوا ہو۔" (صحیح بخاری، حدیث:1521)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ جانِ عالَم ﷺ نے فرمایا:

- اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا۔ "ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیان کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔"
- وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔ "اور حجِ مبرور (مقبول) کا اِنعام جنّت ہی ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:1773)

**قبولیت کی بِشارت:** سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ، دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ۔ یعنی "حاجی اور عمرہ کرنے والے بارگاہِ ربّ العزّت میں حاضری دیتے ہیں / اللہ کریم کے مہمان ہیں، اللہ تعالیٰ نے اِنھیں بلایا تو یہ حاضر ہو گئے، یہ اللہ کریم سے دُعا مانگیں تو باری تعالیٰ اِن کی دُعا قبول فرمائے گا۔" (مختصر زوائد مسند البزار، رقم:736۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (تحت الحديث:5288): رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ)

# حجاجِ کِرام پر رحمتِ الٰہی کی وُسعت

یوں تو ربِّ کریم ہر لمحہ بندوں کو اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے، مگر ایّامِ حج میں حاجیوں پر بے مثال فضل وکرم فرماتا ہے اور اُن کے صدقے میں بے شمار افراد پر مہربانیاں ہو جاتی ہیں!

حضرت ابو الحسن علی بن مُوَفَّق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفّٰی:265ھ / 878ء) اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ کو ستر مرتبہ حجِ بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں: ایک سال حج کے موقع پر ذوالحجہ کی نویں شب مَیں نے منٰی کی مسجدِ خیف میں رات گزاری۔ خواب دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے، جنہوں نے سبز لباس زیبِ تن کر رکھے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ اِس سال کتنے افراد کو حجِ بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے؟ دوسرے نے کہا: میں نہیں جانتا۔ پہلے نے کہا: حَجَّ بَيْتَ رَبِّنَا سِتُّمِائَةِ أَلْفٍ۔ یعنی اِس سال چھ لاکھ حجاجِ کرام نے حجِ بیت اللہ کا شرف پایا ہے۔ پھر پوچھا: فَتَدْرِيْ كَمْ قُبِلَ مِنْهُمْ؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ ان میں سے کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟ اُس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ پہلے نے کہا: قُبِلَ مِنْهُمْ سِتَّةُ أَنْفُسٍ۔ یعنی چھ لاکھ میں سے فقط چھ حاجیوں کا حج قبول ہوا ہے۔

حضرت علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پھر وہ دونوں فَضا میں بلند ہوئے اور میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ مَیں سخت گھبراہٹ کے عالَم میں بیدار ہوا۔ مَیں نے سوچا: اگر صرف چھ افراد کا حج قبول ہوا ہے، تو اُن چھ میں میرا بھلا کیا مقام ہو گا!

پھر جب ہم دسویں رات کو عَرَفات سے مُزدَلفہ پہنچے تو مَیں سوچنے لگا کہ مخلوق کتنی کثیر ہے، مگر قبولیت پانے والے کتنے کم ہیں! اِسی حالت میں مجھ پر نیند غالب آگئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہی دو فرشتے اپنی اُسی حالت میں آسمان سے اُترے اور آپس میں وہی کل والے سوالات وجوابات کیے۔ یہ بھی پوچھا: فَتَدْرِيْ كَمْ قُبِلَ مِنْهُمْ؟ آپ کو معلوم ہے کہ چھ لاکھ میں سے کتنے حاجیوں کا حج قبول ہوا ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں! چھ افراد کا۔ پہلے نے کہا: فَتَدْرِيْ مَاذَا حَكَمَ رَبُّنَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آج رات ہمارے رب نے کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پہلے نے کہا: فَإِنَّهُ وَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ السِّتَّةِ مِائَةَ أَلْفٍ۔ یعنی اللہ کریم نے اُن چھ مقبول خوش نصیبوں میں سے ہر ایک کی برکت سے باقی ایک ایک لاکھ لوگوں کی مغفرت فرما دی ہے۔

حضرت علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میری آنکھ کھلی تو ایسی خوشی نصیب ہوئی جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

(قوت القلوب فی معاملة المحبوب لأبی طالب المکی، ج:2، ص:200، دار الکتب العلمیة۔ إحیاء علوم الدین للغزالی، ج:1، ص:241، دار المعرفة۔ المدخل لابن الحاج، ج:4، ص:235، 236، دار التراث)

اِسی لیے مسلمان حجاجِ کرام سے دُعاؤں کی درخواست کرتے ہیں؛ تاکہ اُن کی برکت سے ہم پر بھی کرم ہو جائے۔

# حج کس پر فرض ہے؟

حج سے متعلق گفتگو میں یہ بات جاننا انتہائی اہم ہے کہ حج کس پر فرض ہے؛ کیونکہ بہت سارے لوگ حج فرض ہونے کے باوُجود یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم پر حج فرض نہیں۔

شرعی حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ عقل مند، بالغ مسلمان جس کے اعضا سلامت ہوں اور اُس کے پاس بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ اتنا مال ہو کہ سفری اخراجات ادا کرنے کے ساتھ ساتھ واپسی تک کے لیے گھر والوں کو درمیانے درجے کا خرچ دے سکے، اُس پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے، حتّٰی کہ اگر ضرورت سے زیادہ چیزیں بیچ کر حج کر سکتا ہو تو ایسا کرنا بھی لازم ہے۔

خاتون پر حج فرض ہونے کے لیے[1] شوہر یا مَحرم کا ہمراہ ہونا بھی شرط ہے، یعنی شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو تو اُس پر حج فرض نہیں ہوتا؛ کیونکہ اُسے تنہا سفر کی اِجازت نہیں، بلکہ شوہر یا محرم کے بغیر جائے تو گناہ گار ہوگی۔

**کب فرض ہے؟** جب مذکورہ بالا شرائط پائی جائیں تو اُسی سال حج کے لیے جانا فرض ہے اور تاخیر کرنا گناہ ہے۔ جو شخص شرائط پائے جانے کے باوجود چند سال تک حج نہ کرے وہ فاسق ہے اور شرعی عدالت میں اُس کی گواہی قابلِ قبول نہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حبانِ عالم ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ! (سنن ابو داؤد، حدیث:1732) وفی روایۃ: تَعَجَّلُوْا إِلَى الْحَجِّ؛ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَا يَعْرِضُ لَهٗ۔ (مسند احمد، حدیث:2867)

یعنی "جس پر حج فرض ہو وہ جلدی کرے، نہ جانے آنے والے سال کیا صورتِ حال ہوگی! (زندہ رہے گا یا نہیں! جا سکے گا یا نہیں!)"

نوٹ: اگر کسی شخص کے پاس مال موجود تھا مگر اُس نے معاذ اللہ سُستی کی اور حج ادا نہ کیا، پھر حالات بدل گئے اور مال میسّر نہیں رہا تو اُس پر لازم ہے کہ قرض لے کر حج کے لیے جائے۔ اگر خدانخواستہ یہ شخص حج پر نہ جا سکا یا جانے سے معذور ہو گیا اور یہ عذر ختم ہونے کی اُمید نہ رہی تو اِس پر حجِ بدل کروانا یا اُس کی وصیت کرنا لازم ہے۔[2]

**حج میں سستی کرنے والے کی آرزو:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآنِ حکیم کی ایک آیتِ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ يُبَلِّغُهٗ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهٖ أَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ فَلَمْ يَفْعَلْ، يَسْأَلُ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ۔ یعنی جو شخص فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرے یا زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ موت کے وقت آرزو کرے گا کہ کاش! اُسے کچھ مہلت مل جائے اور وہ اپنا فریضہ ادا کر لے۔ (جامع ترمذی، حدیث:3316۔ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، تحت المنٰفقون 11:63)

---

[1] شرعی سفر کی صورت میں

[2] حجِ بدل سے متعلق مزید معلومات کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.dawateislami.net/islamicportal/ur/farzuloom/hajj-e-badal-k-sharait

# حرفِ آخر: حج کا شَرَف اور اُس کی تڑپ

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ مالکِ کریم کی رِضا و خوشنودی سب سے بڑی دَولت ہے، جسے رضائے الٰہی نصیب ہو گئی اُس نے سب کچھ پالیا اور جو اِس شرف سے محروم رہا اُس کی جھولی ہر خیر سے خالی ہے۔

کتنی بڑی بات ہے کہ ارحم الراحمین جَلَّ شَانُہٗ سارے جہان کا مالک اور بے نیاز ہونے کے باوجود کرم فرماتے ہوئے بندے کی معمولی کوشش کو قبول فرمالیتا ہے اور اُسے انعام میں سب سے بڑی دَولت، یعنی اپنی رِضا عطا فرما دیتا ہے۔

جن کاموں پر ربِّ کریم بہت خوش ہوتا ہے اور خاص فضل و کرم فرماتا ہے اُن میں سے ایک حجِ بیت اللہ کی سعادت بھی ہے۔ جس خوش نصیب کو مالکِ کریم یہ شرف عطا کرے اُسے اپنی خوشنودی کی نعمتِ عظمیٰ سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔

اِس وقت حجاجِ کرام کے قافلے مناسکِ حج کی ادائیگی کے لیے حرمِ اقدس کی طرف رواں دواں ہیں۔ ہم میں سے بہت سے افراد کو شاید اِس سال یہ سعادت نصیب نہ ہو سکے، مگر اِس کے تذکرے سے تو ایمان کو تازگی دی جاسکتی ہے۔ اِسی مقصد کے لیے آج کے خطبے میں "حج کی سعادت پر رحمت کی بشارت" کے عنوان سے کچھ گزارشات پیش کی گئیں۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

⟸ حجِ بیت اللہ سمیت ہر کام فقط اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرنا چاہیے۔ داد و تحسین اور شہرت کی چاہت عملِ صالح کا ثواب برباد کر دیتی ہے۔ بزرگانِ دین اخلاص کا اِس قدر اہتمام کرتے تھے کہ پیر سیال لجپال شمس العارفین خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ میاں محمد بخش چنیوٹی علیہ الرحمہ نے حج کر رکھا تھا، مگر زیادہ تر لوگوں کو اِس کی خبر ہی نہیں تھی۔ ایک مرتبہ اُنھوں نے اِس راز سے پردہ اُٹھاتے ہوئے فرمایا: جب ہم حضور نبیِ کریم، رؤوف و رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں مدینہ منوّرہ حاضر ہوئے تو عرض کی: "آقا! ہم پر نظرِ عنایت ہو، کہ ہمیں کوئی حاجی کہہ کر نہ پکارے"، چنانچہ ہمیں آج تک کسی نے نہ تو حاجی کہہ کر پکارا اور نہ ہی عوام میں ہم حاجی معروف ہوئے۔ (فوز المقال فی خلفاءِ پیر سیال، ج:3، ص:849، ناشر: بزمِ شیخ الاسلام جامعہ رضویہ احسن القرآن، ملخصًا)

⟸ ہر مسلمان کے دل میں سچی آرزو ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بار بار حج و عمرہ کی سعادت سے نوازے اور اپنے حبیبِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درِ دولت کی باادب حاضری نصیب فرمائے! یہ آرزو ایمانی تقاضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے شمار بھلائیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ اِس سچی تڑپ کی نشانی یہ ہے کہ:

- بندہ کثرت سے حاضریِ حَرَمَیْن شریفَیْن کی دُعائیں مانگے۔
- عملی طور پر اِس کے لیے تیاری اور کوشش کرے۔
- تصوُّرات کی دُنیا میں حاضری کی سعادت پایا کرے۔

شاعر نے رُوحانی حاضری کے لطف کا تذکرہ اِن اشعار میں بہت خوب صورتی سے کیا ہے:

حج کا موسم میرے سینے میں ہے گھر بیٹھے ہوئے
دل مرا مکّے مدینے میں ہے گھر بیٹھے ہوئے

ہوں منٰی میں، کبھی عَرَفات میں، مُزدَلفہ میں
لُطف فردوس کا جینے میں ہے گھر بیٹھے ہوئے

کر رہا ہوں میں تصوُّر میں جو کعبے کا طواف
رُوح رحمت کے سفینے میں ہے گھر بیٹھے ہوئے

رات کے پچھلے پہر دل ہی مرا جانتا ہے
کیف زم زم کا جو پینے میں ہے گھر بیٹھے ہوئے

⟸ حج و عمرہ سے متعلق اِفراط و تفریط سے بچنا بہت ضروری ہے۔ یعنی نہ تو ایسا ہونا چاہیے کہ:

- بندہ ہر سال حاضری پیش کرے، مگر فرض نمازوں کی فکر ہی نہ ہو یا دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں سُستی کا مظاہرہ کرے یا دیگر شرعی تقاضوں سے غفلت برتے۔ حاضری یقیناً باعثِ سعادت ہے، مگر دیگر ذمّہ داریوں میں غفلت کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں۔
- یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ بندہ دُنیاوی مصروفیات کو رکاوٹ بنا کر استطاعت کے باوُجود فریضۂ حج ادا کرنے میں سُستی کا مظاہرہ کرے یا ہر سال حج و عمرہ کرنے والوں پر تنقید کرے؛ کیونکہ فرض سے زیادہ ضروری کچھ بھی نہیں اور سرورِ عالم ﷺ نے تسلسل کے ساتھ حج و عمرہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

⟸ ربّ العزّت اپنے کرم سے حجاجِ کرام کی دُعائیں قبول فرماتا ہے؛ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اُن سے دُعائیں کروائیں اور حاجیوں کو بھی چاہیے کہ رِضائے اِلٰہی کے لیے پوری اُمّتِ مسلمہ، خصوصاً دُعاؤں کی درخواست کرنے والوں کے لیے جی بھر کے دُعائیں کریں۔

⟸ وہ عقل مند، بالغ مسلمان جس کے اعضا سلامت ہوں اور اُس کے پاس بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ اتنا مال ہو کہ سفری اخراجات ادا کرنے کے ساتھ ساتھ واپسی تک کے لیے گھر والوں کو درمیانے درجے کا خرچ دے سکے، اُس پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔

⟸ جب حج فرض ہو جائے تو اُس میں تاخیر کی اجازت نہیں۔ اگر بلاوجہ ایک سال بھی مؤخر کرے تو گناہ گار ہو گا؛ کیونکہ حج میں تاخیر پر رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالَم ﷺ اور آپ کے جدِّ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے!

جن خوش نصیبوں کو اِس سال حجِ بیت اللہ کا شرف مل رہا ہے خالقِ کریم اُن کی کاوشوں کو قبولیت سے نوازے! اور ہمیں بھی بار بار اِس سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!